میری محسن کتابیں

از مولانا عبید اللہ صاحب سندھی

سب سے پہلے جس کتاب نے مجھے اسلام کے متعلق صحیح واقفیت دی اور ہندو سوسائٹی میں رہ کر میں ۱۹ برس کی عمر سے پہلے مسلمان ہوگیا وہ "تحفۃ الہند" ہے۔ تحفۃ الہند کے (میرے ہمنام) مؤلف نے ہندو مذہب کے مشرکانہ عقائد و رسوم کو نقل کرنے کے بعد ہندوؤں کی طرف سے ایک اعتراض نقل کیا ہے کہ مسلمانوں میں بھی مشرکانہ اعمال و رسوم پائے جاتے ہیں۔ اس کا جواب مؤلف نے مختصر طریقہ پر یہ دیا ہے کہ ہم نے ہندو مذہب کے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ انکی مستند مذہبی کتابوں سے ماخوذ ہے لیکن اس کے جواب میں جو کچھ پیش کیا جاتا ہے وہ اسلام کی مستند کتابوں سے ماخوذ نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کے اعمال و رسوم ہیں، جنکا اسلام ذمہ دار نہیں ہے، اور قرآن و حدیث سے انکی کوئی سند پیش نہیں کیجا سکتی۔ اس موقع پر میرے ساتھی کو جو میری طرح نومسلم تھے توجہ ہوئی کہ وہ اس بات کی تحقیق کریں کہ کیا واقعی اسلام کی مستند کتابیں اس مسئلہ میں بالکل بے داغ ہیں اور ان میں ان اعمال و رسوم کا کہیں ثبوت نہیں۔ اس موقع پر ایسی کتاب کی ضرورت تھی جس میں صرف قرآن و حدیث کے حوالے سے اسلام کی توحید پیش کی گئی ہو۔ خوش قسمتی سے تحفۃ الہند کے بعد جو دوسری کتاب ہمارے ہاتھ میں آئی وہ مولانا اسمٰعیل شہید کی "تقویۃ الایمان" تھی جو اس سوال کا جواب شافی تھی اور جس سے ہمکو معلوم ہوگیا کہ اسلام کی توحید بالکل خالص ہے اور قرآن و حدیث مسلمانوں کے ان اعمال و رسوم سے بالکل بری ہیں۔

ان دونوں کتابوں سے میں اسلام کے متعلق ایسا صحیح عقیدہ پیدا کر سکا کہ آجتک شاید میں اسمیں ایک حرف بھی اضافہ نہیں کر سکا

دیوبند کی طالب علمی کے بعد قبلہ نما مولانا محمد قاسم کی کتاب میرے لئے ایک بڑی محسن چیز ہے میں یہ شبہ خود
دیکھی دل میں نہیں لا سکا کہ بیت اللہ کے سجدہ میں اور بت پرستی میں کیا فرق ہے؟ مگر جب یہ شبہ میرے سامنے
آیا تو میری طبیعت پوری طرح اس کے حل کرنے کی طرف متوجہ ہوئی میں جب قبلہ نما پڑھ چکا تو گویا میرا سارا بدن نئے
ایمانی نور سے بھر گیا اس کے بعض چیدہ چیدہ حصے آجتک میں بے نظیر مانتا ہوں، اس کتاب نے میری ذہنیت
میں ایک دوسری تبدیلی پیدا کر دی، دانشمندی حاصل کرنے میں جن مصنفین کی کتابیں مدرسوں میں پڑھی جاتی
ہیں ان کے مصنفین کا ایک خاص اثر طالب علم کے دماغ پر پڑتا ہے، وہ انکی تحقیقات کو بے نظیر چیزیں سمجھنے لگتا ہے پھر اسی
روشنی میں وہ کتاب و سنت سمجھنے کی کوشش کرتا ہے، مولانا محمد قاسم کو میں نے قبلہ نما میں اسطرح پہچان لیا کہ وہ
علامہ تفتازانی، میر سید شریف ایسے بزرگوں سے بہت بڑے ہیں اگرچہ انکی محقق چیزوں کو نہیں مانتے اور اپنا مسلک
ان سے جدا مقرر کرتے ہیں تاہم اپنے مسلک کی پابندی میں اتنے بڑے مشکل مسئلے کو حل کر دیتے ہیں تو ان کا مسلک
ان سے میرے نزدیک بہت زیادہ صحیح اور صاف ہے، یہی جراثیم تھے جو آگے چل کر شاہ ولی اللہ صاحب تک
پہنچانے کے باعث بنے، اگر میں ان درسی کتابوں کے مصنفین کی تقلید سے آزاد نہ ہو جاتا تو کبھی شاہ ولی اللہ کو
امام نہ مانتا۔

اس کے بعد میری محسن کتابوں میں "حجۃ اللہ البالغہ" ہے جس کے ذریعے میں قرآن سمجھا، حدیث سمجھا، فقہ
سمجھا، حجۃ اللہ کو میں ایک مرکزی حیثیت سے اپنی محبوب کتاب مانتا ہوں ورنہ شاہ صاحب کی ہر سطر میری محسن ہے
حجۃ اللہ کے بعد شاہ صاحب کی کتابوں میں سے الفوز الکبیر، فتح الرحمان، بدور بازغہ کی بہت زیادہ اہمیت
میرے دماغ میں ہے۔

محسن کتابوں کے سلسلہ میں اگر میں ان کتابوں کے بعد کوئی کتاب لکھوا سکتا ہوں تو وہ مولانا شہید کی
عبقات ہے جس نے حجۃ اللہ کے مقدمہ کا کام دیا۔

شاہ صاحب کی تصنیفات کے مطالعہ کی ترتیب اور انکے مقدمات

جس نے علم کی شرح پڑھی ہوں اس کا

درجہ کا ہی ہے جو پہلے شرح ملائی پڑھنے والے طالبوں کا تھا۔ ایک ذکی نوجوان طالبعلم جب اس درجہ سے فارغ ہو جائے تو اسے سب سے پہلے شاہ رفیع الدین صاحب کی تکمیل الاذہان پڑھنی چاہئے اسکے بعد عبقات اسکے بعد لمعات، اس کے بعد البدور البازغہ مگر مقدمہ چھوڑ کر اس کے بعد حجۃ اللہ البالغہ کے بعد الفوز الکبیر اسکے بعد فتح الرحمان، فتح الرحمان پڑھتے ہوئے تمام تفسیریں جو ممکن ہوں سامنے رکھ لی جائیں ان کا جو فائدہ غریب اور عام مفسرین سے ایک جداگانہ سی بات معلوم ہو اس کو خاص طور پر قابل توجہ سمجھا جائے اس نکتہ پر تمام تفسیریں مطالعہ کی جائیں اس کے بعد یقین کرنا ہوگا کہ بلا شک شاہ صاحب نے عام مفسرین کا مسلک ترک کردیا جو چیز سمجھ میں آجائے اس کو مستقل محفوظ کر لیا جائے کبھی کسی مخالف کی کوئی بات نہ مانی جائے۔

اس سلسلہ میں مولانا محمد قاسم کی کتابیں بھی ہمارے نزدیک ان حضرات کی کتابوں کی طرح تقریب کرنے والی ہیں۔ ایک کالج کا طالبعلم پہلے یہی کتابیں زیادہ دیکھے اور جو باتیں اسے سمجھ معلوم ہوں انھیں چھوڑتا چلا جائے اور بار بار دیکھے تو وہ شاہ صاحب کی تصنیفات سمجھنے کی استعداد پیدا کرلیگا آخر میں تفہیمات الٰہیہ دنیا کے مختلف حرکۃ الآرا مسائل کو حل کرنے کیلئے ایک اہم تصنیف سمجھی چاہئے مگر اسوقت ذہنیت اتنی وسیع ہو کر شیطان سے بھی حکمت سیکھ سکتا ہو۔

شاہ صاحب کا سیاسی مسلک اور ازالۃ الخفاء

ہم نے سب سے پہلے ازالۃ الخفا میں اس آیت کی تفسیر بڑے غور سے پڑھی ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون (صفحہ ۲ ج ۱) شاہ صاحب کی کتابوں میں ہم نے جتنا زیادہ غور کیا ہے یہی تفسیر انکی ساری حکمت سیاسی کا مرکزی نقطہ معلوم ہوا۔

شاہ صاحب کی ازالۃ الخفا میں فاروق اعظم کے مذہب کا جو رسالہ ہے وہ ایک بے نظیر کتاب ہے میں صحاح ستہ میں سے پانچ کتابوں کو موطا کی شرح بناتا ہوں اس کے بعد موطا کو اس فاروق اعظم کے مذہب کی شرح بناتا ہوں، اس سلسلہ سے تمام شکوک حل ہوگئے اور قانون کے مختلف زمانوں میں تبدیلی کی ضرورت صاف ہوگئی۔

فاروق اعظم کے زمانہ کی جو چیز تھی اسی نے بنی امیہ کے آخر دور میں موطا کی شکل اختیار کرلی اور موطا عباسیوں کے دور میں بخاری مسلم ابوداؤد اور ترمذی کی شکل میں تبدیل ہوگئی ہم ان چار حدیث کی کتابوں کو چار انجیلوں کی طرح صحف الٰہیہ میں شمار کرتے ہیں وہ تورات کی تشریح کرتی ہیں یہ قرآن کی تشریح کرتی ہیں مگر اس میں احتیاط کی ضرورت ہے کہ حجۃ اللہ کے قاعدہ پر تطبیق کے دونوں طریقوں کو ہر روایت میں جمع کرلیا جائے اس کے بعد فقط مستفیض اور متواتر کو سند بنایا جائے آحاد خبروں کو راشدہ کے درجہ پر چھوڑ دیا جائے ان میں تبدیلی بقدر ضرورت آسانی سے ہوسکتی ہے۔

ازالۃ الخفا میں شاہ صاحبؒ نے قرون ثلٰثہ کی تفسیر کی ہے ہم نے آج تک دوسرے عالم سے یہ تفسیر نہیں سنی، ہم اس کو شاہ صاحبؒ کے بہت اعلیٰ علوم میں شمار کرتے ہیں۔

مجھ سے یورپ میں بارہا سوال کیا گیا کہ قرآن کا آپ کے نزدیک کیا مطلب ہے؟ یعنی میں اپنے فلسفی انداز میں کس طرح تفسیر کرتا ہوں، میرا جواب یہ تھا کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت تک جو کچھ مسلمانوں کی جماعت نے کیا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک) وہ قرآن کا مقصد ہے اس کی تشریح میں جس فلسفہ سے چاہوں کرسکتا ہوں لیکن یہ ہے قرآن کا مقصد یہ ہے۔

شاہ صاحب نے اپنے زمانہ کی رو دیکھ کر شیعہ سنی کا مسئلہ ہاتھ میں لیا، اور اسی کو اپنی حکمت بیان کرنیکا ایک عنوان بنا لیا وہ کہتے ہیں۔ شیخین انبیاء کے بعد سب سے افضل ہیں اس لئے کہ وہ نبی سے بہت زیادہ مناسبت رکھتے ہیں اب ضرورت پڑی کہ بتایا جائے کہ نبوت کیا کرتی ہے اور انہوں نے کیا کیا؟ تو حکمت کے دونوں باب حل ہوگئے۔ نبوت کا مطلب بھی معین ہوگیا اور خلافت راشدہ کا مضمون بھی صاف آگیا۔

شاہ صاحب کے انداز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابوبکرؓ کے دور کو عمرؓ کے دور کی تمہید سمجھتے ہیں اور عثمانؓ کے دور کو اس کا نتیجہ یا تکمیل اب اس تمام خلافت میں وہ اصلی چیز فاروق اعظم پر توجہ کرتے ہیں اور فاروق اعظم نے چونکہ کسریٰ قیصر کی حکومت فتح کرکے ایک حکومت بنائی تھی جو شاہ صاحبؒ کی تفسیر میں مقصد تھا نزول قرآنی کا

تو فاروق اعظم کے کام کو وہ نبوت کے بعد قرآن کا بہترین مصداق مانتے ہیں اور اسی پر وہ ساری قوت صرف کر دیتے ہیں چونکہ وہ فاروقی ہیں اس لئے وہ پوری طاقت سے اس مسئلہ کو واضح کرنے کی طبعی استعداد رکھتے ہیں اور جب ایک مسلمان فاروق اعظم کی سیرت ایک صدیقی سمجھ لے تو پھر نبوت کے بعد بزرگوں کے معیار سمجھنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔

شاہ صاحب کی کتابوں میں صاف نمایاں نظر آتا ہے کہ جس قدر وجدانی فیوض اپنے والد ماجد کے ذریعہ ان کو حاصل ہوئے۔ ان میں زیادہ تر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا واسطہ ہے اس لئے وہ ائمہ اہلبیت سے قلبی محبت صحیح معنوں میں رکھتے ہیں مگر انکے طریقہ کو جس قدر تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کی ضرورت تھی ادھر وہ متوجہ نہیں ہوئے میں نے شاہ صاحب کے تتبع میں اس حصہ کو پورا کر لیا ہے اور وہ میرے خواص علوم میں سے ہے۔

دو اور محسن کتابیں | میری ایک محسن کتاب احکام القرآن ابوبکر رازی ہے اسلامی سیاست اجتماعی کے بعض ایسے مسائل جو خواہش میں رہ گئے تھے میں اسی کتاب سے حل کر سکا۔

یورپ میں میری سیاست کے لئے مولوی الیاس صاحب برنی کی علم المعیشت بھی ایک محسن کتاب ہے اگر یہ کتاب مجھے نہ ملتی تو میں کسی یورپین کے اقتصادی پروگرام کو سمجھنے کے قابل نہ ہوتا۔